وہ اردو ادب کے ایک خاص دور کو نمایاں طور پر پیش
کرنے کا عزم رکھتے تھے ۔ یا شاید وہ یہ نہیں چاہتے
تھے کہ اپنی تحقیقات کو اس قدر پھیلا ئیں کہ "پسماندگان
راہ" کی تحقیق وکاوش کے لئے کوئی میدان ہی باقی نہ
رہے ۔ بہر حال ایک بات واضح ہے اور وہ یہ کہ پروفیسر
رشید احمد صدیقی نے اپنی تحقیق وکاوش سے جو چراغ
روشن کیا اس کی روشنی نے نہ صرف اپنے ارد گرد کی
تاریکیوں کو دور کیا بلکہ پیچھے آنے والوں کو یہ ہمت بھی
دلائی کہ وہ اس "مشعل" کو ہاتھ میں لئے ایک لمبے
سفر پر روانہ ہو سکیں ۔

زیر نظر تحقیقی مقالے کے دوران میں سب سے
پہلے تو میں نے یہ کوشش کی ہے کہ ہنسی کے مسئلے کا
تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ قدیم مفکرین
نے اس بارے میں کیا سوچا اور پھیلتے ہوئے علوم کے اس
زمانے میں ہنسی کے کون سے نئے نئے پہلو دائرہ نور میں
آ رہے ہیں ۔ بالعموم ہمارے ناقدین نے صرف مزاح نگاری
کو اہمیت دی ہے اور محض مزاح اور اس کے اماثل کے مطالعہ
تک ہی اپنی مساعی کو محدود رکھا ہے لیکن میرا خیال
تھا کہ اس سلسلے میں مزاح نگاری کے متعلق کچھ کہنے
سے قبل یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کے پس منظر پر بھی